Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

The Presence of the Prophet (ﷺ) as Light and Human: A Comparative Study of the Views of Modernist and Traditionalist Scholars

حضور ﷺ بحیثیت نور بشر: تجدد پسند اور روایت پسند علماء کے افکار کا تقابلی جائزہ

Shumaila Ali
M.Phil Scholar
Institute of Islamic Studies and Shariah
MY University, Islamabad

Dr. Hafiz Muhammad Ramzan
Assistant Professor
Institute of Islamic Studies and Shariah
MY University, Islamabad

Abstract

The personality of the Prophet Muhammad (PBUH) holds a central position in Islamic thought, where his nature as both "light" (nur) and "human" (bashar) has been a subject of profound theological debate. Traditionalist scholars, particularly from the Barelvi school, emphasize his nurani (light-based) essence, viewing him as a transcendent, unparalleled human whose reality surpasses ordinary human limitations. In contrast, modernist scholars such as Sir Syed Ahmed Khan emphasize the Prophet's humanity, focusing on his exemplary moral conduct and practical life as a model for human beings. This paper aims to present a comparative analysis of these two perspectives traditionalist and modernist exploring their theological foundations, scriptural interpretations, and socio-religious implications. By analyzing classical texts, Quranic verses, and prophetic traditions, the study seeks to highlight points of convergence and divergence, and to propose a balanced understanding that respects the diversity within Islamic scholarship. This comparative approach also underscores the need for respectful

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

dialogue in contemporary Muslim societies on sensitive doctrinal issues.

Keywords: Muhammad (PBUH), Traditionalist, Modernist, Light (Nur), Human (Bashar) , Perspective

مقدمہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَىٰ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم، أَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔

اسلامی عقیدۂ توحید میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کی شخصیت بھی مرکزی اہمیت رکھتی ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، جن کی سیرت و تعلیمات تمام انسانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ آپ ﷺ کی حقیقت کے بارے میں مختلف مکاتبِ فکر میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں، جن میں سے دو نمایاں نقطۂ نظر "روایت پسند" اور "تجدد پسند" ہیں۔ روایت پسند علماء، خصوصاً اہلِ سنت والجماعت کے مختلف مکاتبِ فکر، حضرت محمد ﷺ کو "نور من نور اللہ" کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کے مطابق، آپ ﷺ کی حقیقت نوری ہے، جو بشریت سے ماوراء ہے۔ یہ نقطۂ نظر عشقِ رسول ﷺ اور تعظیمِ ذاتِ نبوی ﷺ پر زور دیتا ہے۔ دوسری طرف، تجدد پسند علماء حضرت محمد ﷺ کی بشریت کو نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے مطابق، آپ ﷺ کی سیرت و تعلیمات انسانیت کے لیے ایک عملی نمونہ ہیں، جو عقل و فہم کے مطابق ہیں۔ یہ نقطۂ نظر دینِ اسلام کو جدید تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ تحقیقی مقالہ ان دونوں مکاتبِ فکر کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس میں حضرت محمد ﷺ کی حقیقت کے بارے میں مختلف آراء، ان کے فکری و اعتقادی بنیادیں، اور ان کے اثرات کا تجزیہ کیا جائے گا۔ اس تحقیق کا مقصد دونوں مکاتبِ فکر کے درمیان موجود مشترکات اور اختلافات کو واضح کرنا ہے، تاکہ امتِ مسلمہ کے اندر فکری ہم آہنگی اور باہمی احترام کو فروغ دیا جا سکے۔

موضوع کا تعارف

اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے جو صرف عبادات اور اخلاق تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ اسلام کی بنیاد وحیِ الٰہی پر

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 24, 2025

ہے،اور اس کے پیغام کے عملی مظہر نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو امتِ مسلمہ نہ صرف اپنے لیے ہدایت کا منبع سمجھتی ہے بلکہ آپ کی سیرت، افعال، اقوال اور اعمال کو زندگی کے ہر شعبے کے لیے نمونہ قرار دیتی ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کا مقام، مرتبہ اور حیثیت ہمیشہ سے اسلامی عقائد اور افکار کا مرکز رہا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی حیثیت سے آپ کی دو بنیادی جہات پر علمی اور اعتقادی مباحث جاری رہے ہیں: ایک، آپ کی بشری حیثیت؛ اور دوسری، آپ کی نوری حیثیت۔ ان دونوں جہات کو مختلف مکاتبِ فکر نے اپنے اپنے زاویۂ نگاہ سے دیکھا اور سمجھا ہے۔ ان مباحث کا آغاز ابتدائی اسلامی صدیوں سے ہوتا ہے اور آج تک جاری ہے، جس میں روایت پسند (Traditionalist) اور تجدد پسند (Modernist) علماء نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ روایت پسند علماء وہ ہیں جو دینی نصوص، احادیث اور اسلاف کے اقوال کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کی شان کو بیان کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضور ﷺ محض ایک عام انسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ ایک ایسے نبی ہیں جنہیں نور کی حیثیت بھی حاصل ہے۔ اس مؤقف کی بنیاد قرآن و حدیث اور صوفیانہ روایات پر رکھی گئی ہے۔ مثال کے طور پر، بریلوی مکتبِ فکر کے علماء حضور ﷺ کو "نور من نور اللہ" مانتے ہیں اور ان کی نوری حیثیت کو ایمان کا جزو قرار دیتے ہیں۔ اس کے برعکس، تجدد پسند علماء کا مؤقف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک عظیم انسان، ایک ہادی برحق اور اللہ کے پیغامبر تو ضرور ہیں، مگر ان کی بشری حیثیت کو تسلیم کرنا اور اسے نمایاں کرنا امت کی عقلی اور سائنسی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ ان کے نزدیک حضور ﷺ کی بشریت پر زور دینے سے انسانوں کے لیے یہ بات سمجھنا آسان ہو جاتی ہے کہ آپ کی پیروی ممکن ہے، اور آپ کو بطور ایک قابلِ تقلید انسان کے مانا جانا چاہیے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کو انسانی معاشرت، عقل، علم اور تجربے کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ ان کے خیال میں نبی ﷺ کا معجزہ ان کی تعلیمات اور اخلاقِ حسنہ ہیں، اور ان کی بشریت کو سمجھنا ہی ان کی رسالت کو بہتر طور پر سمجھنے کا ذریعہ ہے۔

روایت پسند علماء نے حضور ﷺ کی نورانیت کو قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کا نور پہلے پیدا کیا گیا اور ساری کائنات اسی نور سے وجود میں آئی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ نبی ﷺ بشری پیکر میں دنیا میں جلوہ گر ہوئے، لیکن حقیقت میں آپ نور ہی ہیں۔ یہ مباحث صرف عقائد و افکار کی سطح تک محدود نہیں رہے بلکہ ان کے اثرات علمی، دینی، ثقافتی، صوفیانہ، اور تعلیمی حلقوں میں بھی دیکھے گئے۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

عوامی سطح پر بھی یہ اختلافات واضح ہیں، اور مختلف طبقات ان نظریات سے متاثر نظر آتے ہیں۔ عوام الناس میں روایت پسند فکر زیادہ مقبول ہے، جبکہ تعلیمی اداروں اور جدید علمی حلقوں میں تجدد پسند فکر کو اہمیت حاصل ہے۔

موضوع کی ضرورت اور اہمیت

اسلامی فکر میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہر دور میں عقیدت، محبت اور فکری غور و فکر کا مرکز رہی ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت کا ہر پہلو مسلمانوں کے لیے مشعل راہ اور منبعِ ہدایت ہے۔ آپ ﷺ کی بشریت اور نورانیت کے پہلو پر صدیوں سے بحث جاری ہے۔ آج کے دور میں جب امت مسلمہ مختلف فکری گروہوں میں بٹی ہوئی ہے، حضور ﷺ کی حیثیت کو سمجھنے میں اختلافات شدت اختیار کر چکے ہیں۔ کہیں نورانیت پر زور دے کر آپ ﷺ کی بشریت کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اور کہیں محض بشریت کے پہلو پر زور دے کر نورانیت کو محدود کر دیا جاتا ہے۔ اس تقابلی جائزے کے ذریعے ان دونوں پہلوؤں میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ نور و بشر کے حوالے سے بعض غلط فہمیوں سے عقیدۂ ختم نبوت پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اس لیے اس موضوع پر واضح اور مدلل علمی گفتگو وقت کی اہم ترین ضرورت بن چکی ہے تاکہ عقیدۂ ختم نبوت کو محفوظ رکھا جا سکے۔ جدید تعلیم یافتہ نوجوان جب مذہب سے رجوع کرتے ہیں تو ان کے سامنے بیک وقت جدید سائنسی فکر، فلسفہ اور مذہبی روایات کی تفہیم ہوتی ہے۔ ان میں ذہنی الجھن پیدا ہوتی ہے کہ حضور ﷺ بشر تھے یا محض نور؟ یہ جائزہ نوجوانوں کی فکری تشکیل میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ عصرِ حاضر میں مکالمے کی روایت کو فروغ دینا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ جب تک ہم اپنی داخلی فکری تفہیم کو واضح نہیں کرتے، تب تک ہم دوسروں کے ساتھ مؤثر مکالمہ نہیں کر سکتے۔ نور و بشر کی بحث میں تجدد پسند اور روایت پسند علماء کی آراء کا مطالعہ داخلی وحدت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ روایت پسند علماء کی آراء اسلامی تہذیب و تمدن، تصوف اور سیرت نگاری کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ ان کے افکار کا مطالعہ ہمیں ہماری علمی روایات سے جوڑے رکھتا ہے، جو موجودہ دور میں مغرب زدگی سے بچنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ تجدد پسند علماء کی علمی کاوشیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ دین کو ہر دور کی ضروریات کے مطابق سمجھنا اور پیش کرنا چاہیے۔ ان کی آراء کا جائزہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ کہاں تجدید مفید ہے اور کہاں وہ حدود شریعت سے تجاوز کر رہی ہے۔ حضور ﷺ کی نورانیت و بشریت کے درمیان توازن پیدا کرنا نہ صرف عقیدت کا تقاضا ہے بلکہ فکری دیانتداری کا بھی۔ تجدد

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

پسند اور روایت پسند علماء کے افکار کا تقابلی جائزہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اختلاف کے باوجود دین کی اصل روح، یعنی سچائی، ہدایت اور توازن، باقی رہ سکتی ہے۔اس موضوع پر سنجیدہ تحقیقی کام وقت کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے فکری اور دینی مستقبل کو روشن بنا سکیں۔

منہج و اسلوب

یہ مقالہ تحقیقی و تجزیاتی نوعیت کا حامل ہے، جس میں مختلف مکاتبِ فکر کے افکار کا موازنہ اور تجزیہ پیش کیا جائے گا۔ تقابلی و منہج اپنایا جائے گا، جس میں روایت پسند اور تجدد پسند علماء کے افکار کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا۔ کتب، مقالات، تحقیقی جرائد، اور مستند علمی مصادر سے استفادہ کیا جائے گا۔ مواد کا تجزیہ ،دلائل کا موازنہ، اور فکری ہم آہنگی کی تلاش کی جائے گی۔ علمی و معیاری انداز اپنایا جائے گا، جس میں دلائل کی بنیاد پر استدلال کیا جائے گا۔ سادہ، واضح، اور فصیح زبان استعمال کی جائے گی تاکہ قارئین کو آسانی سے مفہوم حاصل ہو۔ قرآن و سنت، علماء کے اقوال، اور مستند مصادر سے دلائل پیش کیے جائیں گے۔

اسباب اختیار موضوع

اس موضوع کو اختیار کرنے کے کئی اسباب ہیں۔

۱: موضوع سے دلچسپی
۲: دور حاضر میں موضوع کی اہمیت وافادیت
۳: موضوع پر سابقہ تحقیقات کی عدم کفایت
۴: موضوع سے متعلق اذہان میں اٹھنے والے سوالات کے جوابات کی جستجو

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

اس موضوع پر کوئی بھی مقالہ، مقالہ نگار کی نظر سے نہیں گزرا۔ لہذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ موضوع کی ضرورت واہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کیا جائے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

اہداف تحقیق

۱:عقیدہ نور و بشر قران و حدیث کی روشنی میں

۲:روایت پسند علماء کے افکار کا مطالعہ

۳:تجدد پسند علماء کے افکار کا مطالعہ

۴:دونوں مکاتب فکر کا تقابلی جائزہ

نوراور بشر

نبی پاک ﷺ بشر ہیں یا نور۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن اور حدیث پاک میں نور بھی کہا گیا ہے اور بشر بھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور بھی ہیں بے مثل نور، بشر بھی ہیں بے مثل بشر۔ اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے بشر اور نور ہیں کیا، ان کی ساخت کیا ہے اور ان کا اللہ کی بنائی ہوئی اشیاء پر کیا ردِ عمل ہے ؟کا معنی و مفہوم درج ذیل ہے۔

بشر

لفظ "بشر" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی "انسان" کے ہیں۔ قرآن و حدیث میں یہ لفظ اکثر انسانوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، خصوصاً اس وقت جب انسان کی جسمانی ساخت، جلد، گوشت اور اس کی مخلوق ہونے پر زور دیا جائے۔ "بشر" کا اطلاق عقل و شعور رکھنے والی اس مخلوق پر ہوتا ہے جو مٹی سے بنی، گوشت پوست سے مرکب ہے اور جس پر جذبات واحساسات، خوشی و غم، بیماری و صحت جیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ امام راغب اصفہانی نے اس کی تعریف یوں کی ہے۔

"البَشَر: الإنسان، سُمّي بذلك لظهور جلده، بخلاف سائر الحيوان"

"بشر انسان کو کہتے ہیں کیونکہ اس کی جلد ظاہر ہوتی ہے، بخلاف دیگر حیوانات کے"[1]

یہ اللہ کی تخلیق کی گئی ایسی مخلوق ہے جو دنیا میں رہتی ہے اور آسمان پر نہیں رہ سکتی۔ اس مخلوق کے زندہ رہنے کے لیے آکسیجن، کھانا، پانی اور نیند کا ہونا لازم ہے۔ یہ مخلوق خلاء میں بغیر خلائی مصنوعات کسی صورت ٹھہر نہیں سکتی کیونکہ خلاء میں بے شمار عجیب و غریب گیسوں کی موجودگی ہوتی ہے اور ان

[1] ۔امام راغب اصفہانی، المفردات في غريب القرآن (دمشق: دار القلم، ۲۰۰۷ء)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

گیسوں کا دباؤ اتنا شدید ہوتا ہے کہ بغیر احتیاطی مصنوعات انسان خلاء میں داخل ہوتے ہی موقع پہ دم توڑ دیتا ہے-اس سے ثابت ہوا کہ مخلوقِ بشریت ایسی صفات پر مشتمل ہے جن کا تعلق محض دنیا میں قیام کرنے سے ہے-

نور:(سائنس اور فکر کی رُو سے)

"نور" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی "روشنی" یا "ضیاء" کے ہیں۔اصطلاحاً "نور" اس لطیف حقیقت کو کہا جاتا ہے جو بذاتِ خود روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشن کرے۔ نور مادی بھی ہو سکتا ہے (جیسے سورج کی روشنی)، اور معنوی بھی (جیسے ہدایت، علم، یا صفاتِ الٰہیہ)۔ علماء اسلام کے مطابق:

"نور وہ حقیقت ہے جو اپنے آپ میں ظاہر ہو اور دوسروں کو بھی ظاہر کرے۔"[2]

اللہ کی ایسی مخلوق جو زمین پر بھی گشت کر سکتی ہے اور خلا میں بھی باآسانی اُڑ سکتی ہے- خلا میں ہواؤں کا دباؤ اور ان کا کیمیائی ردِ عمل، اس مخلوق کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا- یہ مخلوق اللہ پاک کے حکم ہی سے اپنے آپ کو ظاہر کیا کرتی ہے ورنہ نظر نہیں آتی، جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نور تھے اور وہ جب بھی وحی لے کر حاضر ہوا کرتے تھے تو صرف محمد ﷺ کو ہی نظر آیا کرتے تھے خواہ آس پاس دیگر صحابہ بھی موجود ہوتے-اللہ کی یہ مخلوق کسی خوراک، پانی، نیند یا دنیاوی ہوس کی محتاج نہیں-اور خلاء کو چیر کر باآسانی آگے بڑھ سکتی ہے-نورانی صفات عموماً فرشتوں میں ہی پائی جاتی ہیں انسان میں نہیں-

معراج النبی ﷺ اسلامی تاریخ کا وہ خوبصورت واقعہ ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ براق (بجلی کی رفتار والا گھوڑا) پر سوار ہو کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے گئے تھے، اسی رات آپ ﷺ نے خلا میں کئی انبیاء سے بھی ملاقاتیں کیں، اسی رات امتِ محمدی پر نماز فرض ہوئی تھی، اسی رات سے کلمہ طیبہ میں "محمد الرّسُول اللہ" شامل کیا گیا-اور اس واقعہ کی تصدیق خود قرآنِ مجید نے کی سورہ النجم پارہ ۲۸ کی پہلی اٹھارہ آیات اور اسی طرح واضح طور پر سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ آیت ۱ میں کچھ اس طرح کی کہ

[2] ۔المفردات في غريب القرآن (دمشق: دار القلم، ۲۰۰۷ء)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

"سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا
حولہ لنریہ من اٰیتنا انہ ھو السمیع البصیر۔"

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جن ﷺ کے ارد گرد ہم نے
برکت رکھی اور ہم نے انہیں ﷺ اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔بے شک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے۔"[3]

سرکار اعظم ﷺ کے سفر معراج کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیات میں مفصلاً، مجملاً، کنایتاً اور اشارتاً ملتا ہے اور اس واقعہ کو مرزئیوں کے علاوہ مسلمانوں کے ہر فرقہ نے جائز اور مستند مانا ہے۔اس واقعے میں انسانیت کی جان محمد ﷺ حضرت جبرائیل کے ساتھ دنیا کی حدود سے باہر نکلے، خلا میں پہنچے اور وہاں بہت سے انبیاء سے باری باری ملاقات کی۔اس کے بعد مزید آگے گئے اور ایک مقام پر پہنچے "سدرہ المنتہیٰ" یہاں پہنچ کر جبرائیل علیہ سلام نے نبی پاک ﷺ سے درخواست کی کہ میں فرشتہ ہوں اور یہ مقام میری حد ہے، میں نور کا بنا ہوں اسلیے اگر اس مقام سے آگے بڑھا تو میرے پَر جل جائیں گے۔نبی ﷺ نے اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے آگے بڑھنے لگے۔یہ واقعہ تفصیلی طور پر قرانِ پاک میں نہیں مگر اس واقعے کا عمل پانا قرانِ مجید سے مکمل طور پر تصدیق شدہ ہے۔اگر نبی پاک ﷺ صرف بشر یعنی انسان ہوتے تو کیا وہ جبرائیل علیہ سلام کے ساتھ خلاء میں اتر سکتے تھے، جہاں ہوا میں اتنے خطرناک کیمیکلز اور دباؤ ہوتا ہے وہاں کھڑے ہو کر اتنے انبیاء کرام سے ملاقات کیسے کر سکتے تھے جبکہ آپ ﷺ نے کسی قسم کی آکسیجن آویز مصنوعات بھی نہیں لگائی تھیں۔یا تو یہاں حکمت فیل ہو گئی یا پھر سائنس۔کیونکہ خلا میں صرف وہی قیام کر سکتا ہے جس کے اندر نورانیت بھی ہو۔بشر تو وہاں فنا ہو جائے گا۔سائنس نے تحقیقات کے بعد ثابت کیا ہے۔اگر آپ ﷺ معراج پر گئے تھے تو یہ بات بھی واضح ہے کہ آپ ﷺ محض بشر نہیں نور بھی تھے اسی لیے خلا میں آپ ﷺ کو کوئی نقصان نہ پہنچا اور آپ ﷺ کے راستے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنی۔

جب سدرہ المنتہیٰ کا مقام آیا تو روح الامین حضرت جبرائیل جو کہ اللہ کے بنائے ہوئے سب سے معزز فرشتے تھے وہاں رک گئے کیونکہ فرشتے نور سے بنے ہیں، نور کی بھی حد مقرر ہے اور ان کی حد آچکی تھی مگر نبی پاک ﷺ اس مقام سے بھی آگے بڑھے اور اللہ پاک سے جا کر ملے کیونکہ آپ ﷺ کے عروج کی کوئی حد مقرر نہیں تھی اور یہ باتیں قران سے ثابت ہیں۔

[3]۔القرآن،۱۷:۱

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

آپ ﷺ دنیا میں سانس لیتے، کھاتے پیتے اور آرام کرتے تھے یعنی آپ ﷺ بشر تھے-آپ ﷺ معراج پر گئے تو پہلے خلاء میں باآسانی گھومتے رہے اور انبیاء سے بھی ملاقات کیں یعنی آپ ﷺ نور بھی تھے-اب نور کی بھی اللہ پاک نے ایک حد مقرر کی ہے اسلیے جبرائیل علیہ السلام سدرہ کے مقام سے آگے نہ بڑھ سکے،اب اگر آپ ﷺ بغیر کسی رکاوٹ کے،اس مقام سے بھی آگے گئے تھے تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا مقام ہماری عقل کے پیمانوں سے بھی کہیں زیادہ ہے-یعنی اللہ کی ذات کے بعد رسول ﷺ کا مقام سب سے افضل ہے اور ان کی صفاتِ اقدس ہم قرانِ کریم کی ہدایت کے بغیر کسی صورت جان ہی نہیں سکتے-بلکہ کچھ صفات تو محض اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ اسی نے تو عطا کی ہیں اپنے محبوبِ پاک ﷺ کو-قرآن میں ارشاد ہے۔

"إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"

"ان آیات میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں"[4]

عقیدہ نور و بشر قران و حدیث کی روشنی میں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس تمام انسانیت کے لیے ہدایت، رحمت اور کامل نمونہ ہے۔آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کے لیے قرآن و حدیث اور اولیاء و علماء کی تعلیمات سے رجوع کرنا ضروری ہے۔آپ ﷺ کی حقیقت کے دو پہلو ہیں: نورانیت اور بشریت، اور ان دونوں کا اعتراف کرنا ہی ایک متوازن، معتدل اور کامل عقیدہ ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین"

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آئی ہے۔"[5]

مفسرین کے مطابق یہاں "نور" سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں، کیونکہ آپ ہی وہ ہستی ہیں جو انسانیت کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے کر آئے۔

اسی طرح سورۃ الاحزاب میں فرمایا:

4۔ القرآن، ۴۵:۱۳

5۔ القرآن، ۵:۱۵

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

"یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ بإذنه و سراجاً منیرا[6]"
"اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ، خوش خبری دینے والا، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ (نور) بنا کر بھیجا ہے۔"

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں، یعنی آپ کا وجود سراپا ہدایت، روشنی اور رحمت ہے۔ دوسری طرف، قرآن مجید میں کئی مقامات پر آپ ﷺ کی بشریت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

"قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ"
"کہہ دیجئے میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں، مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔[7]"

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ظاہری حیثیت ایک انسان کی تھی، تاکہ آپ امت کے لیے عملی نمونہ بن سکیں۔ حضور ﷺ کا نور ہونا آپ کی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے، اور بشر ہونا آپ کی رسالت کے تقاضوں اور انسانوں کے درمیان رہ کر اُن کی رہنمائی کرنے کی طرف۔ نور اور بشر کے یہ دونوں پہلو ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ ایک دوسرے کے تکملہ ہیں۔ آپ ﷺ کا نورانیت کا پہلو آپ کی رفعت، عظمت اور ماورائی مقام کو ظاہر کرتا ہے، جب کہ بشریت کا پہلو آپ کی انسانوں کے لیے عملی ہدایت بننے کی دلیل ہے۔ یہی عقیدہ امت کے لیے اعتدال، محبت اور فہم کا راستہ ہے۔

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلی تخلیق کے متعلّق سوال کیا تو نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے خود اپنی نورانیت کو یوں بیان فرمایا: اے جابر! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔

''یا جابر إن الله تعالى قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره ، فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى ، ولم يكن في ذلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا أرض ولا شمس ولا قمر ولا جني ولا إنسي ، فلما أراد الله تعالى أن يخلق الخلق قسم ذلك النور أربعة أجزاء فخلق من الجزء الأول القلم ، ومن الثاني اللوح ، ومن الثالث العرش ، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء فخلق من الجزء الأول حملة

[6] ۔القرآن، ۳۳:۴۵۔۴۶
[7] ۔القرآن، ۱۸:۱۱۰

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 24, 2025

العرش ومن الثاني الكرسي ومن الثالث باقي الملائكة ، ثم قسم الجزء الرابع إلى أربعة أجزاء فخلق من الأول نور أبصار المؤمنين ومن الثاني نور قلوبهم وهي المعرفة بالله ومن الثالث نور أنسهم وهو التوحيد لا إله إلا الله محمد رسول الله ثم نظر إليه فترشح النور عرقاً فتقطرت منه مائة ألف قطرة "

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جابر اللہ نے اشیاء خلق کرنے سے قبل تمہارے نبی کا نور خلق کیا اور یہ اللہ کی قدرت سے جہاں اللہ چاہتا جاتا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت نہ جہنم نہ فرشتے نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن و انس۔ پس جب اللہ نے ارادہ کیا خلق کرنے کا تو اس نور کے چار ٹکرے کیے۔ ایک جز سے قلم بنا دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش، پھر چوتھے کے بھی چار جز اور کیے ان میں سے ایک سے عرش کو اٹھانے والے، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی فرشتے۔ پھر چوتھے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے مومنوں کی آنکھوں کا نور بنا، دوسرے سے دلوں کا نور جو اللہ کی معرفت ہے، تیسرے سے ان کے نفسوں کا نور جو توحید ہے لا إله إلا الله محمد رسول اللہ — پھر اس (کلمہ) پر نظر کی تو اس نور سے پسینہ نکلا جس سے ایک لاکھ قطرے اور نکلے۔" [8]

نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت آدم علیہ السَّلام کو پیدا فرمایا تو ان کے بیٹوں کو باہم فضیلت دی۔ آپ علیہ السَّلام نے ان کی ایک دوسرے پر فضیلت ملاحظہ فرمائی۔ (پھر نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا:) آدم علیہ السَّلام نے سب سے آخر میں مجھے ایک بلند نور کی صورت میں دیکھا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب یہ کون ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارا بیٹا احمد ہے، یہ اوّل بھی ہے، آخر بھی ہے اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔ [9]

نور اور بشر ایک دوسرے کی ضد نہیں کہ ایک جگہ جمع نہ ہو سکیں کیونکہ حضرت جبریل علیہ السَّلام نوری مخلوق ہونے کے باوجود حضرت سیّدتنا بی بی مریم رضی اللہ تعالٰی عنہا کے سامنے انسانی شکل میں جلوہ گر ہوئے تھے۔ جیسا کہ قراٰنِ حکیم میں ہے:

"فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا"

"تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔" [10]

[8] ۔علامہ احمد بن محمد القسطلانی، المواھب اللدینیة بالمنح المحمدیة (دمشق: الکتب الاسلامی، 2004ء)، ط: ۲

[9] ۔ابی بکر احمد بن الحسین بیہقی، دلائل النبوۃ (کراچی: دارالاشاعت ، ۲۰۱۴ء)، ص: ۴۸۳

[10] ۔القرآن، ۱۹: ۱۷

OPEN ACCESS

CC BY

Published:
June 24, 2025

روایت پسند علماء کا نظریہ

مسلمانوں کا عقیدہ ودعویٰ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفضلہ تعالیٰ صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر اور حقیقت کے اعتبار سے نور ہیں، یعنی نور حسی نور معنوی ''نور من نور للہ''ہیں اور نورانیت وبشریت میں منافات نہیں ہے۔

ضابطہ اور اصول یہ ہے کہ مدعی اپنے دعویٰ کو دلیل و تلبیہ سے ثابت کرے اور سائل مدمقابل مخالف مدعی کے پیش کردہ دلائل کا رد وابطال کرے۔ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ودعویٰ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفضلہ تعالیٰ صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر اور حقیقت کے اعتبار سے نور ہیں، یعنی نور حسی نور معنوی ''نور من نور للہ''ہیں اور نورانیت وبشریت میں منافات نہیں ہے، اہل سنت وجماعت جب اس دعویٰ پر بطور دلیل متعدد آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ، جلیل القدر مفسرین ومحدثین کرام، آئمہ دین کی تصریحات اور گرانقدر ارشادات وفرمودات پیش کرتے ہیں تو منکرین نورانیت مصطفیٰ ان دلائل وشواہد کے رد وابطال کی کوشش کرتے ہیں۔ علمائے دیوبند وعلمائے اہلحدیث کی مستند ومعتبر کتب سے چند علماء کی آراء درج ذیل ہیں۔

احمد رضا خان بریلوی

احمد رضا خان بریلوی (1856ء–1921ء) برصغیر کے عظیم اسلامی مفکر، مجدد، فقیہ، محدث، اور صوفی بزرگ تھے۔ آپ کا تعلق بریلی (یو۔پی، ہندوستان) سے تھا، اسی نسبت سے "بریلوی" کہلائے۔ ان کا اصل نام احمد رضا خان تھا، جبکہ "امام احمد رضا" کے لقب سے معروف ہوئے۔ انہوں نے سنی حنفی مکتبِ فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے انیسویں اور بیسویں صدی کے اسلامی فکری اور روحانی منظر نامے پر گہرے اثرات مرتب کیے۔[11]

احمد رضا خان نے قرآن وسنت کی روشنی میں جدید فتنوں کا رد کیا اور خاص طور پر تجدد پسند تحریکوں، وہابی اور دیوبندی نظریات کے خلاف قلمی وفکری محاذ پر خدمات انجام دیں۔ ان کی علمی خدمات کا دائرہ فقہ، کلام، تفسیر، حدیث، تصوف اور عربی، فارسی وار دو نثر و نظم تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے، جن میں "فتاویٰ رضویہ" (30 جلدیں)، "احکام شریعت"، "حسام الحرمین"، "المعتمد المستند"، "الدولۃ المکیہ" اور

[11]۔ محمد عبد الحکیم شرف قادری ، حیات اعلی حضرت (لاہور: تحقیقات امام احمد رضا، ۲۰۰۵ء)

OPEN ACCESS

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

"سلاح المؤمنین" جیسی اہم کتب شامل ہیں۔امام احمد رضا خان کا اسلوب علمی، مدلل، اور فقہی اصطلاحات سے مزین ہوتا ہے۔[12] انہوں نے سادہ عوام کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اہلِ علم کے لیے دقیق علمی موضوعات پر بھی قلم اٹھایا۔احمد رضا خان کا علمی اور وحانی ورثہ آج بھی بریلوی مکتب فکر کے پیروکاروں میں زندہ ہے اور عالمی سطح پر ان کے نظریات کو اہمیت دی جاتی ہے۔

احمد رضا خان بریلوی کا حضور ﷺ کے نور و بشر ہونے پر عقیدہ

امام احمد رضا خان بریلویؒ نے نبی اکرم ﷺ کے نور اور بشر ہونے کے مسئلے پر ایک متوازن، مدلل اور عاشقانہ موقف اختیار کیا۔ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی، لیکن عام انسانوں جیسے بشر نہیں بلکہ "نورانی بشر" ہیں۔آپؒ اس مسئلے کو قرآن و حدیث، اقوالِ مفسرین اور اولیاء و صوفیاء کے اقوال سے استدلال کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ان کی معروف کتاب سلاح المؤمنین اور الدولۃ المکیہ میں واضح دلائل موجود ہیں کہ حضور ﷺ کی نورانیت کوئی مجازی بات نہیں بلکہ حقیقی روحانی حقیقت ہے، جو آپ ﷺ کی اصل حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔آپؒ قرآن کی آیت "قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ"[13] سے استدلال کرتے ہیں کہ "نور" سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔اسی طرح حدیثِ نبوی "اول ما خلق اللہ نوری" کو بنیاد بنا کر یہ عقیدہ پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور کی صورت میں پیدا فرمایا۔ان کا کہنا ہے کہ اگرچہ حضور ﷺ کا جسم ظاہری طور پر بشر ہے، لیکن ان کی اصل حقیقت نور ہے اور یہی نور تمام مخلوقات کے لیے ذریعۂ ہدایت ہے۔وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ صرف "بشر" کہنا توہین نہیں، لیکن اگر نبی ﷺ کو عام انسانوں جیسا بشر کہا جائے تو یہ گستاخی کے زمرے میں آتا ہے۔انہوں نے دیوبندی، وہابی، اور بعض تجدد پسند علماء کی جانب سے نورانیت کے انکار یا اس پر تاویل کے رجحان کو سختی سے رد کیا۔ان کے نزدیک یہ رویہ قرآنی تعلیمات، احادیثِ نبویہ اور اجماعِ امت کے خلاف ہے۔اعلیٰ حضرتؒ کے نزدیک نورانیت اور بشریت باہم متضاد نہیں بلکہ دونوں حضور ﷺ کی جامعیت اور کامل انسانیت کی علامت ہیں۔وہ حضور ﷺ کے مقامِ بلند کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نہ صرف انسانوں میں سب سے اعلیٰ ہیں بلکہ مخلوقِ کائنات میں افضل ترین ہیں، اور آپ کا نور ازل سے ابد تک موجود ہے۔آپؒ کے اس نظریے کو دیگر اکابرینِ امت، محدثین، مفسرین، اور صوفیائے کرام کی تائید بھی حاصل ہے۔

[12]۔غلام رسول سعیدی، امام احمد رضا اور ان کا علمی و فقہی مقام (لاہور: مرکز اہلسنت، ۲۰۱۰ء)

[13]۔القرآن، ۵:۱۵

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 24, 2025

ان کے اشعار، فتاویٰ، اور ملفوظات سب حضور ﷺ کی نورانیت و بشریت کی عظمت کو بیان کرتے ہیں۔ ان کی فکر کا مرکز یہ ہے کہ نبی ﷺ کو ان کی اصل شان میں پہچانا جائے ـــــ نہ صرف ظاہری بشر بلکہ باطنی طور پر نورِ مطلق۔ یہی وہ نظریہ ہے جو عاشقانہ ادب، علمی استدلال اور عقائدِ اہلِ سنت کی جامع تصویر پیش کرتا ہے۔ امام احمد رضا خان بریلویؒ فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی؛ بلکہ بشر ہیں مگر نورانی بشر، مثلِ نور، افضل من نور۔[14]"

اعلیٰ حضرت نورانیت و بشریت میں تصادم نہیں مانتے بلکہ نورانیت کو بشریت کے ساتھ جمع مانتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بشریت ایک ظاہری لباس ہے، باطنی حقیقت نور ہے[15]، جیسا کہ قرآن فرماتا ہے:

"قَدْ جَاۤءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ "

"امام احمد رضا خان اس آیت میں "نور" سے مراد نبی کریم ﷺ لیتے ہیں۔"[16]

وہ حدیث کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي"

"اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔"[17]

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اور اللہ کے اولین مخلوق ہیں۔ اعلیٰ حضرتؒ نے اپنے کلام میں بھی نورانیت کو واضح کیا:

وہی نور ہے جو ظہور میں آ کے
بشر کی صورت میں آیا ہے[18]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی نورانیت کا مقصد یہ نہیں کہ وہ بشر نہیں، بلکہ یہ کہ وہ عام بشر کی طرح نہیں۔

[14]۔احمد رضا خان بریلوی، ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (لاہور: مکتبہ رضا، ۲۰۰۵ء)، ج: 1، ص: ۱۰۲

[15]۔احمد رضا خان بریلوی، سلاح المؤمنین فی بیان حکم الجسم والنور لسید المرسلین ﷺ (لاہور، : مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۴ء)، ص: ۲۳

[16]۔احمد رضا خان بریلوی، تفسیر خزائن العرفان (کراچی: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۲ء)

[17]۔امام قسطلانی، المواہب اللدنیہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۴ء)، ج: 1، ص: ٦

[18]۔احمد رضا خان بریلوی، حدائق بخشش (کراچی: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۱۰ء)، ص: ۴۵

OPEN ACCESS
CC BY

"بشر کہنے سے حضور کی شان میں کوئی کمی نہیں بلکہ حضور کو عام بشر سمجھنا گستاخی ہے۔[19]"اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ میں کئی مقامات پر نور و بشر ہونے کے بارے میں تفصیلی دلائل دی۔

"حضور ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی، دونوں جمع ہیں، جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام ملک بھی ہیں اور بشر کی شکل میں بھی آتے تھے۔[20]"

اعلیٰ حضرت نورانیت کی دو اقسام بیان کرتے ہیں۔ ۱: حقیقی نور: جیسے فرشتے۔ ۲: مجازی یا مثالی نور: جیسے نور محمدی ﷺ۔[21] دیوبندی و تجدد پسند علما نے نورانیت کو غلو قرار دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کا مدلل رد کیا:

"اگر نورانیت کو انکار کیا جائے تو قرآن و حدیث کا انکار لازم آتا ہے۔[22]" شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی آپ کے موقف کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضور کی اصل نور ہے، صورتِ بشری میں ظاہر ہوئے۔[23]"

نور کی حقیقت اور جسمانیت کے متعلق آپ فرماتے ہیں:

"نورانیت حضور ﷺ کی اصل ہے، جسم مبارک نور کا لباس ہے۔[24]"

اعلیٰ حضرت کے مطابق نورِ محمدی ﷺ ازل سے ابد تک موجود ہے۔ بعض علما نے نور کو صرف "ہدایت" سے تعبیر کیا، جسے اعلیٰ حضرت رد کرتے ہیں۔

"اگر نور سے صرف ہدایت مراد لی جائے تو آیتِ قرآن کی جامعیت ختم ہو جائے گی۔[25]"

[19]۔احمد رضا خان بریلوی، الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (لاہور: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۳ء)، ص: ۱۱۲

[20]۔احمد رضا خان بریلوی، فتاویٰ رضویہ (لاہور: رضا فاؤنڈیشن، ۲۰۰۴ء)، ج: ۱۵، ص: ۵۵

[21]۔احمد رضا خان بریلوی، سلاح المؤمنین فی بیان حکم الجسم والنور لسید المرسلین ﷺ (لاہور: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۴ء)، ص: ۱۸

[22]۔الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (لاہور: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۳ء)، ص: ۱۲۰

[23]۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ (لکھنؤ: نولکشور پریس، ۱۸۹۰ء)، ج: ۲، ص: ۱۵

[24]۔احمد رضا خان بریلوی، سلاح المؤمنین فی بیان حکم الجسم والنور لسید المرسلین ﷺ (لاہور: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۴ء)، ص: ۲۵

25۔احمد رضا خان بریلوی، فتاویٰ رضویہ (لاہور: رضا فاؤنڈیشن، ۲۰۰۴ء)، ج: ۱۵، ص: ۷۰

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

اعلیٰ حضرت کے نزدیک نورانیت دراصل روحانی مقامِ نبوی کا مظہر ہے، جس سے دیگر مخلوقات کو فیض پہنچتا ہے۔آپ کے نزدیک نور کی صفات ازلی،اخروی، مکمل اور غیر مادی ہیں۔"نور محمدی ﷺ ہی سے کل انبیا کو نور ملا۔[26]"

احمد رضا خان بریلویؒ کا موقف یہ ہے۔حضور ﷺ بشر ہیں، مگر عام بشر کی طرح نہیں۔حضور ﷺ نور بھی ہیں، بلکہ "افضل من نور" ہیں۔نور و بشر ایک دوسرے کے منافی نہیں بلکہ حضور ﷺ کی جامعیت کی دلیل ہیں۔امام احمد رضا خان بریلویؒ کا نور و بشر پر نظریہ اعتدال، تحقیق اور محبت پر مبنی ہے۔ان کا یہ نظریہ قرآن و سنت، احادیث، اقوالِ مفسرین، اور علمائے سلف سے ماخوذ ہے۔نورانیت کا انکار یا اسے محض مجاز قرار دینا ان کے نزدیک گستاخی کی طرف لے جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان کے ممتاز اسلامی مفکر، مفسر، محدث، مصنف، اور تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست اعلیٰ ہیں۔آپ کی شخصیت علمی، فکری، روحانی، اصلاحی، اور سیاسی میدانوں میں خدمات کی حامل ہے۔آپ 19 فروری 1951ء کو جھنگ، پاکستان میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایل ایل بی اور پھر اسلامیات میں ایم اے کیا۔ بعد ازاں اسی یونیورسٹی سے اسلامک لاء میں پی ایچ ڈی مکمل کی۔1981ء میں آپ نے تحریک منہاج القرآن کی بنیاد رکھی، جس کا مقصد اسلام کے پیغامِ امن، محبت اور رواداری کو عام کرنا ہے۔یہ تحریک 100 سے زائد ممالک میں فعال ہے۔[27]آپ نے تعلیم و تربیت، بین المذاہب ہم آہنگی، اور انسداد دہشت گردی جیسے موضوعات پر نمایاں کردار ادا کیا۔آپ کی تالیفات کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے، جن میں قرآن، حدیث، فقہ، تصوف، اور قانون جیسے موضوعات شامل ہیں۔ڈاکٹر طاہر القادری نے "قرآنک انسائیکلوپیڈیا" اور "عرفان القرآن" جیسے شاہکار علمی منصوبے پیش کیے، جو قرآن فہمی کی راہ ہموار کرتے ہیں۔آپ کا ترجمہ قرآن "عرفان القرآن" سادہ، بامحاورہ اور بامعنی انداز میں کیا گیا ہے، جو عام فہم انداز میں قاری کو مفہومِ قرآن سے روشناس کراتا ہے۔[28]

[26]۔احمد رضا خان بریلوی، الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (لاہور: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۳ء)، ص:۱۱۶

[27]۔محمد طاہر، سوانح حیات ڈاکٹر محمد طاہر القادری (لاہور: منہاج پبلیکیشنز، ۲۰۱۹ء)

[28]۔حسن محمد جاوید، ڈاکٹر طاہر القادری: علمی و فکری خدمات (لاہور: ادارہ فکر جدید، ۲۰۲۰ء)

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا عقیدہ

مسلمانوں کو باہمی اختلاف و انتشار میں رکھ کر دائمی سیاسی و اقتصادی پستی سے ہمکنار کرنے کیلئے صدیوں سے مسلسل غور و فکر کرنے والوں نے بقول اقبال بالآخر یہ نسخہ تجویز کیا کہ " روح محمد اان کے بدن سے نکال دو" اب یہی ذات جو مرکز اتحاد اور محور ایمان ہے بد قسمتی سے یوں وجہ نزاع بن گئی کہ محراب و منبر اور مکتب و مدرسہ میں حاضر و ناظر، نور و بشر اور علم غیب پر جھگڑے ہو رہے ہیں۔ امت مسلمہ ترقی یافتہ اقوام کے شانہ بشانہ عروج کی راہوں پر آگے بڑھنے کی بجائے ان مسائل سے پیدا شدہ ماحول میں پھنس کر رہ گئی ہے۔ نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ اس مسلکانہ کشاکش سے تنگ آ چکا ہے۔ ان حالات میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے خطبات اور دروس میں ایسے تمام متنازعہ عقائد پر بصیرت افروز گفتگو کی ہے جس میں بہت سے منفرد پہلو (امتیازات اور تفردات) بھی شامل ہیں انہوں نے مخالفین کا جواب دینے کے علاوہ ایسے علمی نکات بیان کئے ہیں جن سے ادب و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو آتی ہے۔ مثلاً وہ اپنی کتاب " تحفت السرور فی تفسیر آیہ نور میں دو طرح کے اقوال بیان کر کے ان میں تطبیق کرتے ہوئے مثل نورہ کے مختلف معانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ارشاد گرامی مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ [29] کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"المراد بالنور الثانی ھنا محمد آیت کریمہ میں دوسرے نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس میں دو چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

مثل نورہ ای نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس صورت میں نور مضاف اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضاف الیہ ہے۔)

مثل نورہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بغیر اضافت کے یہاں نور سے مراد ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔)

مذکورہ بالا دونوں اقوال میں فرق ہے۔ جب یہ کہا جائے مثل نورہ ای محمد اتو اس صورت میں نورہ کی ضمیر کا مرجع ذات الٰہی ہو گی اور معنی کلام یہ ہو گا: مثل نورہ ای محمد ا"اللہ کے نور کی مثال محمد اہیں"۔ اس قول کی روشنی میں گویا کہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ اور کعب الاحبار رضی اللہ عنہ اللہ کے نور کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود قرار دے رہے ہیں۔ اگر پہلا قول مثل نورہ ای نور محمد ایعنی اضافت کی صورت میں لیں تو اس صورت میں مثل نورہ میں

[29]۔ القرآن، ۲۴:۳۵

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

''ہ'' ضمیر کا مرجع ذات اقدس محمدی اقرار پائے گی اس طرح مثل نورہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد(اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَلْاَرْضِ)[30] سے عطف بیان(عطف بیان علم نحو کی ایک اصطلاح ہے)اس کی تعریف یہ ہے کہ عطف بیان وہ تابع ہوتا ہے جو اپنے متبوع کی وضاحت تو کرتا ہے لیکن اُس کی صفت)ہو گا۔ گویا مثل نورہ سے حضور کا نور مبارک اور مثل نور محمد اسے مراد آپ کی ذات مبارک ہے۔[31]

موصوف بعض کوتاہ بین اور کم فہم لوگوں کی طرف سے بیان کی گئی اس غلط فہمی کہ نعوذ باللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور، نور الٰہی کا جز ویا ٹکڑا ہے کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی نہیں بنتا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابو حفص عمر کہا جاتا ہے۔اس میں ابو حفص وضاحت کے لیے ہے۔ لیکن لفظ عمر کی صفت نہیں بن رہا۔[32]

حدیث کے یہ الفاظ خلق اللہ نور نبیک من نورہ بہت اہم ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ من نور اللہ ہونے سے کیا مراد ہے؟اللہ کا نور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کیلئے نہ تو مادہ ہے اور نہ ہی جز اور ٹکڑا ہے بلکہ یہ اس کے فیض سے پیدا کیا گیا ہے۔اور حدیث پاک میں جو لفظ مِنۡ آیا ہے یہ جزئیت کے لیے نہیں ہے بلکہ تشریف کے لئے ہے۔اس لئے کہ نور ذاتِ محمدی ابراہ راست نور ذات الٰہی کے فیض سے پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ لفظ من سے مغالطہ میں مبتلا ہو کر یہ خیال کرنا کہ معاذ اللہ آپکا نور اللہ کے نور کا جز ہو گیا، یہ عقیدہ وخیال رکھنا واضح اور صریح کفر ہے۔اور ملتِ اسلامیہ میں سے کسی ایک کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کہ العیاذ باللہ حضور کا نور اللہ کے نور کا جزو ہے۔ تو اس سے یہ بات واضح ہو گی کہ ''نور نبیک من نورہٖ'' آپ کا نور براہ راست اور بلاواسطہ اللہ کے نور سے پیدا ہونے کے معنی میں ہے اور نور ذات الٰہی سے مراد عین ذات الٰہی ہے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب نور ذات یا عین ذات بولا جائے گا تو اس سے جزئیت مراد نہیں ہوتی بلکہ جزئیت کا خیال کرنا کفر ہے۔اِس لیے جب بھی نور ذات بولا جائے گا۔ تو اس سے مراد ہی عین ذات ہو گا۔ کیونکہ ''اللہ نور السمٰوٰت والارض'' میں نور ہی حقیقت میں عین ذات الٰہی ہے۔اس لیے کہ نور کا معنی ہے: الظاھر فی ذاته والمظھرلغیرہٖ ''یعنی جو اپنی ذات میں ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو''۔اس لحاظ سے اللہ نورُ السمٰوٰت والارض میں نور اسم جلالت

[30] ۔القرآن، ۲۴:۳۵

[31] ۔طاہر القادری، تحفۃ السرور فی آیت تفسیر نور(لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، س۔ن)ص: ۴۱

[32] ۔تحفۃ السرور فی آیت تفسیر نور(لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، س۔ن)ص: ۵۲

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

مبتداء کی خبر ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ نور ہی حقیقت میں عین ذات الٰہی ہے اور عین ذات الٰہی نور ہوئی تو یہاں نور سے مراد نور حقیقی ہے۔ نور مستعار نہیں۔ تو جب نور حقیقی ہوا تو یہ تعریف و کیفیت سے بالا تر ہُوا۔ اس لیے کہ نہ ہی تو اس کی تعریف معلوم ہو سکتی ہے اور نہ ہی کیفیت و ماہیت معلوم ہو سکتی ہے۔ تو اب نور نبیک من نورہ کا معنی ہو گا۔ نورہ ای من ذاتہ تو اس میں من جزئیت کے لیے نہیں ہے۔[33]

قرآن حکیم سے استدلال

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ تخلیق آدم کے باب میں فرماتا ہے۔ کہ جب ہم نے آدم کو پیدا کر دیا تو اس کے بعد ہم نے اپنی رُوح اس میں پھونکی۔ ارشاد ہوتا ہے:

''وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ.''

''اور اس (خون کے لوتھڑے میں) ایک روح اپنی طرف سے پھونکی [34]''

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

''فَاِذَا سَوَّيْتُه وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْالَه سٰجِدِيْنَ''

''پھر جب اس کو پوری طرح انسان بنا کر ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی روح سے فیضان پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا''[35]

ان دونوں آیات سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رُوح میں سے کچھ پھونکا لیکن کیا پھونکا؟ اس کی ماہیّت و کیفیت کیا تھی؟ یہ سب تعریف و ادراک سے بالا ہے اور پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ ان دونوں مقامات پر منُ جزئیت کے لیے نہیں ہے۔ اس طرح جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں اپنی رُوح میں سے پھونکا اور انہیں زندگی عطا کی تو جو معنی قرآن کی اس آیت کریمہ میں من رُوحی کا ہے وہی معنی حدیث مبارکہ میں من نورہ کا ہے۔ اس لیے مفسرین و محدثین نے یہاں پر ''من'' کو جزئیت کے لیے نہیں بلکہ تشریفیہ قرار دیا ہے۔ جس طرح کہ اضافت تشریف کے لیے ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

[33] ۔ طاہر القادری، تحفۃ السرور فی آیت تفسیر نور، (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، س۔ن)، ص: ۵۳
[34] ۔ القرآن، ۳۲: ۹
[35] ۔ القرآن، ۳۸: ۷۲

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

"فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُوْحِنَا"

"پھر ہم نے ان (حضرت مریم) میں اپنی روح پھونک دی [36]"

توکیا اس سے یہ گمان کر لیا جائے گا کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام رُوح اللہ ہیں اس لئے وہ عین ذات الٰہی یا جُزوِ ذات الٰہی ہوئے؟ بلکہ روح اللہ میں روح مضاف ہے اور اس کی اضافت اللہ کی طرف ہے تو وہ روح جس کا مضاف الیہ لفظ اللہ اسم جلالت ہے وہ رُوح عین ذات عیسیٰ ہے۔ جس کو رُوح اللہ قرار دیا گیا ہے تو اس سے جُزئیت یا عینیت ؔثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ ان دونوں سے کوئی ایک چیز بھی ثابت نہیں ہوتی۔ اسی طرح آگے فرمایا: وَكَلِمَةٌ مِّنْ اس میں کلمہ اللہ کی صفت ہے تو جس طرح اللہ کی ذات کے لیے جزئیت ناممکن ہے اس طرح اُس کی صفات میں بھی جزئیت ناممکن ہے۔ جس طرح کوئی اللہ کی ذات کا جُزو نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کوئی اس کی صفات کا جُزو نہیں ہو سکتا۔ اس لیے یہ رُوح اللہ اور کلمہ من اس طرح ہے جس طرح ونفخت فیه من روحی توقرآن مجید میں ان تینوں مقامات پر اضافت اور من درج ذیل دو معانی کے لیے ہو سکتی ہے۔

نور نبیک من نورہ کی طرف تو یہاں پر یہ دونوں معانی یعنی تشریف اور بلا واسطہ تخلیق کے لیے بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نور حقیقت میں نور ذات الٰہی ہے۔ اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضور کا نور ذات الٰہی سے یا نور ذات الٰہی سے پیدا ہوا۔ تو جب یہ کہا جائیگا تو اس کا معنی ہو گا کہ حضور علیہ السلام کا نور براہ راست ذات الٰہی کے فیضان سے پیدا ہوا ہے، تو چونکہ براہ راست اور بلا واسطہ نور ذات الٰہی سے حضور علیہ السلام کی تخلیق کی گئی۔ آپ لکھتے ہیں کہ مثل نورہ ای مثل نور اللہ۔ اللہ کے نور کی مثال کیا ہے؟ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو اس طرح دونوں باتیں صحیح ہو گئیں، کہ اللہ کے نور سے براہ راست، بلا واسطہ حضور کے نور کی تخلیق ہوئی۔ اسی معنی کو علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

"ای من نور هو ذاتِهِ لا بمعنى انها مادة خلق نوره منها بل بمعنى تعلق الارا دة به بلا واسطة شى فی وجودهِ"[37]

"یعنی اس نور سے جو خود ذات باری تعالیٰ ہے یہ معنی نہیں کہ اللہ کا نور مادہ ہے جس سے نبی علیہ السلام کا نور پیدا کیا گیا بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نور محمدی کو وجود میں لانے میں باری تعالیٰ کا ارادہ کسی واسطے کے بغیر تھا۔" اس تمام بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں نور

[36]۔ القرآن ۲۱:۹۱

[37]۔ زرقانی، ابو عبد اللہ محمد، شرح مواهب اللدنیة (بیروت: دار الکتب العلمیہ۔ س۔ ن)، ج 1، ص: ۹۰

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

نبیک کی اضافت بھی من نورہ کی طرح اضافت بیانیہ ہے۔سید عالم نے نعمت الٰہیہ کے اظہار دوام کیلئے عرض کی۔خود اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں آپ کو نور قرار دیا۔تواس کے بعد حضور کے نور ہونے میں کیا شُبہ رہ گیا۔یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براہ راست ذات الٰہی سے تخلیق کیے گئے ہیں تو نور کیسے ہوئے؟اس کا جواب یہ ہے کہ جب اللہ کی ذات ہی تنہا واسطہ تھی ولم یکن شی معہ ''اللہ کے سوا اس کے ساتھ کوئی شے موجود نہ تھی'' توجب اللہ نے پہلی مخلوق کو پیدا کیا تو اُس وقت اور کوئی مادہ تو تھا نہیں کہ جس کے واسطہ سے اُس کو پیدا کیا جاتا بلکہ اُس وقت فقط اللہ تھا اور کوئی نہ تھا نہ مخلوق تھی اور نہ کوئی مادہ تھا تو ایسے میں کسی مخلوق کی تخلیق کس طرح ممکن تھی۔سوائے اس کے کہ اُسے اللہ کی ذات کے فیض سے براہ راست پیدا کیا جاتا کیونکہ وہ خود حقیقت میں نور تھا اور نور ہے۔سو یہ لازم تھا وہ پہلی مخلوق جو بلا واسطہ اور براہ راست اُس کے فیض سے پیدا ہو وہ بھی نور ہو۔پس جو مخلوق سب سے پہلے تخلیق کی گئی،وہ اُس کے نور کی پہلی تجلی تھی جو معرض وجود میں آئی اور وہ وجود جو ذات الٰہی سے معرض وجود میں آیا وہ وجود ذات مُحمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔

موصوف آخر میں اس بحث کو سمیٹتے ہوئے ایک اہم نکتہ کے تحت لکھتے ہیں:''جناب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لفظ نور بولا جاتا ہے تو وہ آپ کی بشریت کی نفی کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی ان دونوں میں کوئی تنافی،تناقض و تضاد ہے۔اس لیے کہ تخلیقِ نور محمدی اایک الگ مسئلہ ہے اور ایجادِ بشریت محمدی اایک جدا مسئلہ ہے۔اس لیے بات تو تنزلات کی ہو رہی ہے۔نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی تخلیق تو مرتبہ احدیت میں ہوئی اور پھر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا مفہوم عالم ارواح میں ہے اور مسئلہ بشریت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچویں مرتبہ عالم اجسام کی بات ہے۔اس عالم اور مرتبہ میں حضور علیہ السلام بشر ہیں اور آپ کی بشریت پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔اس لیے کہ آپ کی بشریت آیت قرآنی سے ثابت ہے۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ ۔[38]

[38]۔القرآن،۱۱۰:۱۸

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 24, 2025

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ ایک عظیم مفکر، مصلح، ریفارمر اور دانشور تھے۔ آپ برصغیر ہندوپاک میں پیدا ہوئے اور تحریک پاکستان کے چشم دید گواہ اور سرگرم کارکن رہے اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد پاکستان کی طرف اولین ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ میڈیکل کی تعلیم کے دوران ڈاکٹر صاحب اسلامی جمعیت طلباء کے رکن رہے اور ایم بی بی ایس مکمل کرنے کے بعد مولانا مودودیؒ کی قائم کردہ جماعت اسلامی پاکستان میں شامل ہوئے۔ بعد میں جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو گئے۔[39]

ڈاکٹر صاحب فکری لحاظ سے علامہ اقبال، ڈاکٹر رفیع الدین، ابوالاعلی مودودی، حمید الدین فراہی، امین احسن اصلاحی، شیخ الہند اور مولانا شبیر احمد عثمانی سے بہت متاثر تھے، چنانچہ موصوف کی فکر و منہج پر ان حضرات کا بڑا اثر رہا۔[40]

دینی خدمات کے لیے ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے تین ادارے قائم کیے۔ (۱) انجمن خدام القرآن (۲) تنظیم اسلامی پاکستان اور (۳) تحریک خلافت پاکستان۔ یہ ادارے اپنے مقاصد اور عزائم کو سامنے رکھتے ہوئے ملک پاکستان میں بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ برسرپیکار ہیں۔[41]

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ جو مسئلہ نور اور بشر کا ہے۔ میں کہتا ہوں جو حضور کو بشر کہتے ہیں وہ بھی صد فیصد درست جو حضور کو نور کہتے ہیں وہ بھی صد فیصد درست مطلب کیا ہے اس کا؟ دیکھیے ہر انسان کے وجود کے دو حصے ہیں میں نے پہلے دن ارشاد کیا تھا یہ خاکی وجود جو ایوان ہے ہمارا۔ ایک وہ روح ربانی جو اس میں پھونکی گئی آدم میں جب وہ روح پھونکی گئی تب وہ مسجود ملائک بنے گی دو جگہ آیت ہے قران مجید میں ہے۔

''وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۔فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ ۔ فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّہُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ''

"اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں۔ تو جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے سب کے سب نے سجدہ کر لیا۔ "

[39]۔ اسرار احمد، تحریک جماعت اسلامی۔ ایک تحقیقی مطالعہ (لاہور: انجمن خدام القرآن، ۱۹۶۷ء)، ص: ۱۲۰

[40]۔ اسرار احمد، جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی (لاہور: انجمن خدام القرآن، ۱۹۸۷ء)، ص: ۶۴

[41]۔ طاہر عبداللہ صدیقی، ڈاکٹر اسرار احمد بیسویں صدی کا عظیم مدرس اور داعی قرآن (کراچی: الایضاح، 2014ء)

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

جو خاکی وجود ہے وہ ظلمانی ہے اور جو ہمارا روحانی وجود ہے وہ نورانی ہے اس کی نسبت کس سے ہے اللہ سے لیکن ہم نے اپنے اس نورانی وجود کو اپنے خاکی وجود میں دفن کیا ہوا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نورانی وجود آپ ﷺ کے اس خاکی وجود پر اس درجے غالب تھا کہ وہ خاکی وجود معبود کے درجے میں ہے لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حضور کی شخصیت کی نورانیت نے آپ کی شخصیت کے خاکی وجود کا احاطہ کیا ہوا ہے ہماری شخصیت کی ظلمانیت میں ہماری اس نورانیت کو گل کیا ہوا ہے۔ یہی بات ہے جو حضور علیہ الصلوۃ سمجھائی دیکھو ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے کسی صحابی نے بڑی جرات سے کام لیا اور پوچھ لیا کہ حضور ﷺ آپ ﷺ کے ساتھ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے لیکن میں نے اس کو مسلمان کر رکھا ہے۔ وہ میرے تابع ہے میرا مطیع ہے مجھے گزند نہیں پہنچا سکتا ہے۔[42] حضور بشر ہیں لیکن اصل میں ہم حضور کی بشریت کو نمایاں کرنے کو سوء ادب سمجھتے ہیں۔ آخر بھی ہے اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔

تجدد پسند علماء کا عقیدہ

سر سید احمد خان

سر سید احمد خان (1817ء-1898ء) برصغیر پاک وہند کے ممتاز مصلح، دانشور، محدث، ماہر تعلیم اور تحریکِ علی گڑھ کے بانی تھے۔ ان کی ولادت 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی میں ایک معزز مغلیہ خاندان میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم فارسی، عربی اور اسلامی علوم میں حاصل کی، بعد ازاں جدید تعلیم کی طرف بھی رجوع کیا۔ سر سید کا سب سے بڑا کارنامہ مسلمانوں میں جدید تعلیم کے فروغ کی تحریک تھی۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ ہندوستانی مسلمان سیاسی، تعلیمی اور سماجی لحاظ سے پسماندگی کا شکار ہو چکے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو انگریزی زبان سیکھنے، جدید سائنسی علوم کو اپنانے اور مغرب کے تعلیمی اداروں کے طرز پر ادارے قائم کرنے پر زور دیا۔[43] 1864ء میں انہوں نے "سائنٹیفک سوسائٹی" قائم کی تاکہ مغربی علوم کا اردو میں ترجمہ کیا جا سکے۔ ان کا سب سے نمایاں کارنامہ 1875ء میں "محمدن اینگلو اورینٹل کالج" علی گڑھ کا قیام تھا، جو بعد

42۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم (بیروت: دار الحیاء، ص۔ن) رقم: ۲۸۱۴

43۔ الطاف حسین حالی، حیاتِ جاوید (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۴ء)

OPEN ACCESS
CC BY

میں "علی گڑھ مسلم یونیورسٹی" کی صورت اختیار کر گیا۔ ان کا مقصد ایک ایسا تعلیمی نظام قائم کرنا تھا جو اسلامی اقدار کے ساتھ ساتھ جدید علوم پر بھی عبور دے۔

سر سید نے قرآن کریم کی تفسیر بھی لکھی اور عقلیت پر مبنی دینی تعبیرات پیش کیں۔ ان کی مشہور کتابوں میں "تفسیر القرآن"، "آثار الصنادید" اور "خطبات احمدیہ" شامل ہیں۔[44] سر سید کی خدمات نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک نئی فکری راہ دکھائی اور ان کی تحریک نے آگے چل کر پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو تقویت بخشی۔

سر سید احمد خان کا مؤقف

سر سید احمد خان اور ان کے رفقاء (جنہیں عام طور پر "سر سید تحریک" یا "عقلی مدرسہ فکر" سے منسلک سمجھا جاتا ہے) نے اسلامی عقائد و افکار کی تعبیر میں ایک خاص عقلی اور سائنسی انداز اختیار کیا۔ ان کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور اور بشر ہونے کے موضوع پر بھی ایک منفرد مؤقف پایا جاتا ہے جو روایتی صوفیانہ اور اشعری نظریات سے مختلف تھا۔ سر سید نے واضح طور پر بیان کیا کہ حضور ﷺ انسان (بشر) تھے، مافوق الفطرت وجود نہیں۔ قرآن کی آیت:

"قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ"[45]

اسی حقیقت پر انہوں نے عمل کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر ہونا قرآنِ مجید سے ثابت ہے اور ہم کو یہی عقیدہ رکھنا چاہیے کہ وہ بشر تھے، البتہ وہ اشرف البشر تھے۔[46]

سر سید نے "نور" کو جسمانی روشنی کی بجائے معنوی روشنی (ہدایت، علم و عرفان) کے طور پر بیان کیا:

"قرآن میں 'نور' سے مراد ہدایت اور علم کی روشنی ہے، نہ کہ کوئی جسمانی نور۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہدایت کا ذریعہ تھے، ظلمت کے خلاف روشنی تھے۔ حضور ﷺ کی عظمت ان کی "بشریت" میں ہے، نہ کہ مافوق الفطرت وجود میں۔ نور" سے مراد اخلاقی و روحانی روشنی ہے، نہ کہ جسمانی یا ماورائی نور۔"[47]

[44] ۔ عبد الغفور، سر سید احمد خان کی تعلیمی خدمات (لاہور: ادارہ معارف اسلامی، ۲۰۱۱ء)
[45] ۔ القرآن، (۱۸:۱۱۰)
[46] ۔ سر سید احمد خان، تفسیر القرآن وھوالھدیٰ والفرقان (لاہور: رفاہ عامہ ٹیم پریس، س۔ن)

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

سر سید نے صوفی اور اشعری روایات میں پائے جانے والے "نور من نور" (اللہ کے نور سے نور) کے تصور کی بازگشت سے اختلاف کیا اور اسے غیر مستند و غیر معقول سمجھا۔انہوں نے کہا کہ یہ تعبیر قرآن اور حدیث کی روشنی میں غلط سمت میں لے جاتی ہے، جبکہ حضور ﷺ کی مقام و مرتبہ کو "عظیم بشر" کے طور پر قبول کرنا شرعی اور عقلی دونوں لحاظ سے مستحسن ہے۔رسول ﷺ کامل انسان ہیں، جن کی شخصیت انسانیت کا کامل نمونہ ہے۔ تمثیلی معنوں میں ہدایت و علم کی روشنی؛جسمانی یاماورائی نور نہیں۔صوفیانہ خیالات سے اختلاف، وہی تعبیر قبول کی مگر عقلی و شرعی حد میں۔سر سید احمد خان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل انسان (بشر) کے طور پر پیش کیا۔ان کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت آپ کی بشریت میں مضمر ہے، نہ کہ کسی مافوق الفطرت یا "نورانی" حیثیت میں۔

سر سید کے فکر میں عقلیت اور سائنسی منہج کی جھلک نمایاں ہے۔ان کے نزدیک مذہب عقل کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہے۔انہوں نے ان روایات کو جن میں حضور ﷺ کے نور سے عالم کی تخلیق یا نور محمدی کے وجود کی بات ہو، ضعیف یا غیر معتبر قرار دیا۔

"قرآن ہمارے لیے اصل ذریعہ ہدایت ہے، اگر کوئی روایت اس کے خلاف ہو تو وہ مردود ہے۔[48]"

سر سید احمد خان کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی عظمت ان کی نبوت اور کردار میں مضمر ہے، نہ کہ کسی فوق البشر یا نورانی جسمانی حیثیت میں۔ان کا مؤقف یہ تھا کہ حضور ﷺ ایک بشر تھے جنہیں وحی نے مقام رسالت پر فائز کیا، اور یہی عقیدہ قرآن کے عین مطابق ہے۔

جاوید احمد غامدی

جاوید احمد غامدی 1951ء میں پاکستان کے ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔اُن کا تعلق ایک دیندار گھرانے سے تھا۔ابتدائی تعلیم ساہیوال میں حاصل کی، بعد ازاں لاہور آ گئے۔فلسفہ میں جامعہ پنجاب سے ایم اے کیا۔دین کی تعلیم انہوں نے مولانا امین احسن اصلاحی (شاگردِ امام فراہی) سے حاصل کی، جنہوں نے قرآن کی تدبر پر مبنی تفسیر لکھی تھی۔[49] غامدی صاحب امام حمید الدین فراہی اور مولانا اصلاحی کی فکر کے ترجمان

---

[47]۔ تفسیر القرآن وھو الھدیٰ والفرقان (لاہور: رفاہ عامہ ٹیم پریس، س۔ن)

[48]۔ سر سید احمد خان، خطباتِ احمدیہ (لاہور: مطبوعہ مطبع نیچری پریس، ۱۸۸۴ء)، ص:۲۷

[49]۔ جاوید احمد غامدی، میزان (لاہور: المورد، ۲۰۰۲ء)، ص:۱۲

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

ہیں۔انہوں نے دین کی تفہیم میں عقلی استدلال، سیاق وسباق اور قرآن کی داخلی ترتیب پر زور دیا۔ان کے نزدیک دین کے ماخذ تین ہیں: قرآن، سنت، اور حدیث (حدیث کو فہم دین کے بجائے تاریخ دین قرار دیتے ہیں)۔جاوید احمد غامدی نے 1983ء میں "المورد" کے نام سے ایک تحقیقی ادارہ قائم کیا، جو دینی علوم کی تدریس اور اشاعت میں مصروف ہے[50]۔ غامدی صاحب نے ایک منفرد انداز میں قرآن کی تفسیر کی، جس کا نام "البیان" ہے۔انہوں نے سنت اور بدعت کے درمیان فرق پر تفصیلی کام کیا ہے۔ان کا موقف ہے کہ سنت، دین کی عملی شکل ہے جو نبی کریم ﷺ نے اپنی جماعت میں جاری کی، اور وہ متواتر عمل سے ثابت ہے۔

جاوید احمد غامدی کا عقیدہ

غامدی صاحب انتہائی بے باک شخصیت کے مالک ہیں، اپنی فکر ودانش کے پرچار میں کسی چھوٹی بڑی ہستی سے مرعوب ومتأثر نہیں ہوتے، وہ جو کچھ جب کبھی جیسا کیسا کہنا چاہیں اپنے سامنے کسی چھوٹی بڑی رکاوٹ کی پرواہ نہیں کرتے، ہر تنگ وپر خطر گھاٹی سے بے خوف وخطر گزر جاتے ہیں۔یہ فکر جس تاریخی وسندی تسلسل کی کڑی ہے، وہ فکر ہر دور میں موجود تھی اور زندہ رہی ہے، گو کہ اُسے موقع بموقع نام تبدیل کرنے کی حاجت رہی ہے۔غامدی صاحب نے اپنی بے باکی وبے لگامی کے امتیازی کمال کی وجہ سے اپنے پیشواؤں پر جزوی فضیلت وبرتری کے حق دار بھی قرار پائے۔غامدی صاحب کو حریتِ فکر وعمل میں یگانہ روزگار ہونے کا خود بھی احساس وادراک ہو چکا ہے، جس کا اظہار واقرار گاہے بگاہے فرماتے رہتے ہیں۔[51]

ان کے خیال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کے بجائے نور منوانے کے لیے جتنی احادیث پیش کی جاتی ہیں، وہ سب کی سب انتہائی ضعیف ہیں۔ صحیح احادیث میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے۔البتہ، اس بحث سے متعلق قرآن مجید میں درج ذیل آیت موجود ہے جو ہمارے خیال میں، اس ضمن میں فیصلہ کن ہے۔[52] ارشاد باری ہے:

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم"

" تم کہو میں تو بس تمھاری مثل ایک بشر ہوں۔[53]"

[50]۔جاوید احمد غامدی، اصول ومبادی (لاہور: المورد، ۲۰۰۱ء)، ص: ۲۱

[51]۔رفیق احمد بالاکوٹی، جناب جاوید احمد غامدی صاحب کی امتیازی شخصیت اور فکری اور عملی خصائص (کراچی: بینات، جامعہ علوم اسلامیہ، جولائی ۲۰۱۵ء)

[52]۔محمد رفیع مفتی، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور ہیں یا بشر؟ (لاہور: ماہنامہ اشراق، جولائی ۲۰۲۴ء)

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے چنا ہے، وہ اپنی نوع میں دوسرے انسانوں کی مثل ایک بشر ہیں، نہ کہ جن یا فرشتہ وغیرہ۔ اگر آپ فرشتہ ہوتے تو آپ کا مادۂ تخلیق نور ہوتا، اگر آپ جن ہوتے تو مادۂ تخلیق آگ ہوتا، لیکن آپ چونکہ بشر ہیں تو دوسرے انسانوں کی طرح آپ کا مادۂ تخلیق بھی مٹی ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر درج ذیل آیات بھی دلالت کرتی ہیں۔ ارشاد باری ہے:

"وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلاَّ كُفُوْرًا. وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا. اَوْ تَكُوْنَ لَکَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا. اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰه وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلاً. اَوْ یَكُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُه، قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلاَّ بَشَرًا رَّسُوْلاً. وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓی اِلآَّ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰه بَشَرًا رَّسُوْلاً. قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلا"

"اور ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں طرح طرح سے ہر قسم کی حکمت کی باتیں بیان کی ہیں، لیکن اکثر لوگ انکار ہی پر اڑے ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تو تمھاری بات ماننے کے نہیں، جب تک تم ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کردو یا تمھارے پاس کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو جائے پھر تم اس کے بیچ بیچ میں نہریں نہ دوڑا دو یا تم ہم پر آسمان سے ٹکڑے نہ گرادو، جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے نہ لا کھڑا کرو یا تمھارے پاس سونے کا کوئی گھر نہ ہو جائے یا تم آسمان پر نہ چڑھ جاؤ اور ہم تمھارے چڑھنے کو بھی ماننے کے نہیں، جب تک تم وہاں سے ہم پر کوئی کتاب نہ اتارو جسے ہم پڑھیں کہہ دو کہ میرا رب پاک ہے، میں تو بس ایک بشر ہوں، اللہ کا رسول۔ اور ان لوگوں کو ایمان لانے سے، جبکہ ان کے پاس ہدایت آگئی، نہیں مانع ہوئی، مگر یہ چیز کہ انھوں نے کہا: کیا اللہ نے ایک بشر ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ کہہ دو: اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے کسی فرشتے ہی کو رسول بنا کر اتارتے۔"[54]

ان آیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اصرار کے ساتھ اور بڑے صریح طور پر ایک بشر رسول قرار دیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے درج ذیل آیت سے یہ مفہوم لینے کی کوشش کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ ارشاد باری ہے:

[53]۔ القرآن، ۱۸:۱۱۰

[54]۔ القرآن، ۱۷:۸۹۔۹۵

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

''قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ''[55]

''آیا ہے تمھارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نور اور روشن کتاب۔''

غامدی صاحب کے نزدیک اس آیت میں نور سے مراد نور ہدایت، یعنی قرآن مجید ہے، اگلے الفاظ میں اسی کو روشن کتاب قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمھارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نور ہدایت، یعنی روشن کتاب آچکی ہے۔ یہاں نور سے مراد کتاب مبین ہی ہے، لیکن بعض مفسرین نے نور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لیا ہے۔ بالفرض اگر ہم ان مفسرین کی بات مان بھی لیں تو درج بالا آیات جن میں آپ کی بشریت کا ذکر ہوا ہے، ان کی روشنی میں اس آیت میں موجود نور کے لفظ کو لازماً مجازی معنوں ہی میں لینا ہوگا۔ مثلاً، آپ کی ذات نورانیت کی حامل ہے یا آپ نور ہدایت ہیں وغیرہ، لیکن اگر ہم اس آیت میں نور کے لفظ کو اس کے حقیقی معنوں میں لیں اور یہ کہیں کہ آپ بشر نہیں، بلکہ نور ہیں تو آیات قرآنی میں صریح تضاد لازم آئے گا جو کہ ناممکن ہے۔ قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہدایت ہونے کے پہلو کو کئی طریقوں سے بیان کیا گیا ہے، مثلاً آپ کو 'سِرَاجًا مُّنِیْرًا' (روشن چراغ) کہا گیا ہے، یہاں بھی ظاہر ہے کہ ان الفاظ کا مجازی مفہوم (ہدایت کے روشن چراغ) ہی پیش نظر ہے، ورنہ تو یہ ماننا پڑے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ انسان نہیں، بلکہ چراغ تھے۔

نتیجہ بحث

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں "نور" اور "بشر" کی بحث اسلامی عقائد میں ایک اہم موضوع رہی ہے۔ اس مسئلے پر تجدد پسند اور روایت پسند علماء کے افکار میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ روایت پسند علماء، خصوصاً بریلوی مکتب فکر، حضور ﷺ کو نورِ مجسم مانتے ہیں، جو اگرچہ بشری صورت میں دنیا میں جلوہ گر ہوئے، مگر ان کی اصل حقیقت نوری اور ماورائی ہے۔ وہ اس موقف کی تائید قرآن و حدیث، اور متعدد صوفیانہ اقوال سے کرتے ہیں، جن میں حضور ﷺ کو "سراجاً منیراً" اور "نور" کہا گیا ہے۔ اس کے برعکس تجدد پسند علماء، جن میں دیوبندی، اہل حدیث اور جدید تعلیمی پس منظر رکھنے والے مفکرین شامل ہیں، اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حضور ﷺ بشر ہیں اور آپ کی بشریت کو تسلیم کرنا ہی قرآن کی روح کے مطابق

[55]۔القرآن، ۵:۱۵

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 24, 2025

ہے۔ وہ اس بات کو تو مانتے ہیں کہ حضور ﷺ کو غیر معمولی صفات عطا ہوئیں، مگر ان کی بنیادی حیثیت ایک کامل بشر اور اللہ کے رسول کی ہے، نہ کہ صرف نور کی۔

مقالے کے اس تحقیقی جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں مکاتب فکر کا مقصد حضور ﷺ کی عظمت کو واضح کرنا ہے، مگر ان کے انداز اور تعبیرات مختلف ہیں۔ روایت پسندانہ نقطۂ نظر عشق اور تقدس پر زور دیتا ہے، جب کہ تجدد پسندانہ فکر عقل اور فہم کو ترجیح دیتی ہے۔ دونوں موقف کے دلائل اپنی جگہ اہم ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ نور بھی ہے اور بشر بھی، اور یہی مکمل اور متوازن عقیدہ ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کی نورانیت آپ کی بلند روحانی حقیقت اور ربانی فیض رسانی کی علامت ہے، جبکہ آپ کی بشریت آپ کی عملی زندگی، انسانوں کے درمیان رہ کر ان کی رہنمائی کرنے اور شریعت کو نافذ کرنے کے لیے ضروری تھی۔ قرآن مجید کی آیات اور احادیثِ مبارکہ دونوں پہلوؤں کی تائید کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کو "سراجاً منیراً" اور "نور" بھی کہا گیا، اور ساتھ ہی "بشر مثلکم" یعنی تمہاری طرح بشر بھی فرمایا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ظاہری وجود بشر کا ہے، مگر حقیقت میں آپ سراپا نور اور ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ اس مقالہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی ذات کو کسی ایک پہلو تک محدود کر دینا نہ صرف علمی تنگ نظری ہے بلکہ روحانی طور پر بھی محرومی کا باعث بن سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی نورانیت اور بشریت دونوں کو ساتھ ماننا ہی صحابہ کرام، اولیاء اللہ کا عقیدہ رہا ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس اعتدال پسند نظریے کو اپنائے، تاکہ نہ صرف عقیدہ درست رہے بلکہ عشقِ رسول ﷺ میں بھی افراط و تفریط سے بچا جا سکے۔ یہی عقیدہ امت کے اتحاد، فکری توازن اور روحانی ترقی کا ضامن ہے۔

سفارشات

اس مقالے کی روشنی میں درج ذیل فکری و تحقیقی سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

- حدیث و سنت کی حجیت اور اس کے مختلف مکاتبِ فکر میں مقام کا تجزیہ کیا جائے۔
- تاریخی پس منظر میں دونوں مکاتبِ فکر کی نشو و نما کا جائزہ لیا جائے۔
- دونوں مکاتبِ فکر کے درمیان فکری اختلافات کو واضح کیا جائے۔

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 24, 2025

- دونوں مکاتبِ فکر میں موجود مشترکات کو اجاگر کیا جائے اور اس پر پر مقالہ لکھا جائے۔
- اجتہاد کی حدود اور اس کے اطلاق پر غور کیا جائے۔
- دینی تعلیمات کی موجودہ دور میں تطبیق پر غور کیا جائے۔
- سائنس اور دین کے تعلق پر تفصیلی بحث کی جائے۔
- فقہی اختلافات کے حل کے لیے مشترکہ اصول وضع کیے جائیں۔
- مذہبی انتہا پسندی اور شدت پسندی کے تدارک کے لیے اقدامات تجویز کیے جائیں۔
- مسلمانوں کی فکری تربیت اور ان کے ذہنی ارتقاء کے لیے اقدامات تجویز کیے جائیں۔

مصادر و مراجع

۱۔القرآن

۲۔امام راغب اصفہانی،المفردات في غريب القرآن (دمشق: دار القلم، ۲۰۰۷)

۳۔علامہ احمد بن محمد القسطلانی، المواھب اللدینیۃ بالمنح المحمدیۃ (دمشق: الکتب الاسلامی، 2004ء)

۴۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، حیات اعلی حضرت (لاہور: تحقیقات امام احمد رضا، ۲۰۰۵ء)

۵۔ غلام رسول سعیدی، امام احمد رضا اور ان کا علمی و فقہی مقام (لاہور: مرکز اہلسنت، ۲۰۱۰ء)

۶۔احمد رضا خان بریلوی، ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (لاہور: مکتبہ رضا، ۲۰۰۵ء)

۷۔ حمد رضا خان بریلوی، سلاح المؤمنین فی بیان حکم الجسم والنور لسید المرسلین ﷺ (لاہور: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۴ء)

۸۔احمد رضا خان بریلوی، تفسیر خزائن العرفان (کراچی: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۲ء)

۹۔احمد رضا خان بریلوی، حدائق بخشش (کراچی: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۱۰ء)

۱۰۔احمد رضا خان بریلوی، الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (لاہور،: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۳ء)

۱۱۔احمد رضا خان بریلوی، فتاویٰ رضویہ (لاہور: رضا فاؤنڈیشن، ۲۰۰۴ء)

۱۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوہ (لکھنؤ: نولکشور پریس، ۱۸۹۰ء)

۱۳۔ محمد طاہر، سوانح حیات ڈاکٹر محمد طاہر القادری (لاہور: منہاج پبلیکیشنز، ۲۰۱۹ء)

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 24, 2025

۱۴۔طاہر القادری، تحفۃ السرور فی آیت تفسیر نور (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، س۔ن)

۱۵۔ حسن محمد جاوید، ڈاکٹر طاہر القادری: علمی و فکری خدمات (لاہور: ادارہ فکر جدید، ۲۰۲۰ء)

۱۶۔زرقانی، ابو عبداللہ محمد، شرح مواہب اللدنیۃ (بیروت: دار الکتب العلمیہ۔ س۔ن)

۱۷۔اسرار احمد، تحریک جماعت اسلامی۔ایک تحقیقی مطالعہ (لاہور: انجمن خدام القرآن، ۱۹۶۷ء)

۱۸۔اسرار احمد، جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی (لاہور: انجمن خدام القرآن، ۱۹۸۷ء)

۱۹۔طاہر عبداللہ صدیقی، ڈاکٹر اسرار احمد بیسویں صدی کا عظیم مدرس اور داعی قرآن (کراچی: الایضاح، 2014ء)

۲۰۔الطاف حسین حالی، حیاتِ جاوید (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۴ء)

۲۱۔عبدالغفور، سر سید احمد خان کی تعلیمی خدمات (لاہور: ادارہ معارف اسلامی، ۲۰۱۱ء)

۲۲۔سر سید احمد خان، تفسیر القرآن وھو الہدیٰ والفرقان (لاہور: رفاہ عامہ ٹیم پریس، س۔ن)

۲۳۔سر سید احمد خان، خطباتِ احمدیہ (لاہور: مطبوعہ مطبع نیچری پریس، ۱۸۸۴ء)

۲۴۔جاوید احمد غامدی، میزان (لاہور: المورد، ۲۰۰۲ء)

۲۵۔جاوید احمد غامدی، اصول و مبادی (لاہور: المورد، ۲۰۰۱ء)

۲۶۔رفیق احمد بالاکوٹی، جناب جاوید احمد غامدی صاحب کی امتیازی شخصیت اور فکری اور عملی خصائص (کراچی: بینات، جامعہ علوم اسلامیہ، جولائی ۲۰۱۵ء)

۲۷۔محمد رفیع مفتی، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور ہیں یا بشر؟ (لاہور: ماہنامہ اشراق، جولائی ۲۰۲۴ء)

۲۸۔ابی بکر احمد بن الحسین بیہقی، دلائل النبوۃ (کراچی: دار الاشاعت، ۲۰۱۴ء)

۲۹۔مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم (بیروت: دار الحیاء، ص۔ن)

OPEN ACCESS
CC BY